در کفے جامِ شریعت، در کفے سندانِ عشق
ہر ہوسناکے نداند جام و سنداں باختن

بیادگار

حضرت ابوالبرکات سید حسن قادری گیلانی
رحمۃ اللہ علیہ

پندرہ روزہ

الحسن

پشاور

شاہ محمد غوث اکیڈمی یکہ توت، پشاور

شاہ محمد غوث اکیڈمی پشاور کا علمی مجلہ بیادگار حضرت ابوالبرکات سید حسن صاحب قادری رحمۃ اللہ علیہ

رجسٹرڈ نمبر پی ۳۶۹ پندرہ روزہ

الحسن پشاور

مدیر اعلیٰ فقیر محمد امیر شاہ قادری گیلانی

منتظم اعلیٰ سید غلام الحسنین قادری گیلانی

شمارہ نمبر ۱۱ جلد نمبر ۱

یکم اپریل ۱۹۹۳ء ۹ شوال ۱۴۱۳ھ

مدیر اعلیٰ (فقیر) محمد امیر شاہ قادری گیلانی نے رضوان پرنٹرز قصہ خوانی بازار پشاور سے طبع کر کے یکہ توت پشاور سے شائع کیا

فہرست مضامین

نمبر شمار	عنوان	مضمون نگار	صفحہ
۱۔	شذرہ	سید نور الحسنین قادری گیلانی	۲
۲۔	سلام بحضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ	محمد قادری بابری	۳
۳۔	حُبِ رسول اور صحابہ کرام	سید محمد انور شاہ قادری	۴
۴۔	منظوم ترجمہ سورۂ یوسف	صوفی مشتاق احمد	۱۱
۵۔	حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ	تنویر احمد قادری	۱۲
۶۔	تفسیر القرآن الحسنیہ	مدیر اعلیٰ	۲۲
۷۔	انوار علی شرح خصائص نسائی	مدیر اعلیٰ	۲۷
۸۔	سیر السلوک الی ملک الملوک	مدیر اعلیٰ	۳۰

شذرہ

سید نور الحسنین قادری گیلانی

رویت ہلال اور افراط و تفریط

اس وقت وطن عزیز کو سخت مشکلات اور مصائب کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے جن کے باعث قوم کے داخلی اور خارجی اتحاد کی ہر سطح پر اشد ضرورت ہے عالم اسلام کی تقسیم و تفریق کے جن منصوبوں پر کام ہو رہا ہے۔ پاکستان بھی ان کی زد میں ہے۔ مغربی ذرائع ابلاغ نیشنل ازم کو بنیاد بنا کر گروہی، سیاسی، طبقاتی، لسانی، صوبائی اور مذہبی تعصبات کو ہوا دے رہے ہیں اور نفاذ اسلام کے لیے کام کرنے والوں کو بنیاد پرست قرار دے کر عامۃ المسلمین کے اندر ان کے خلاف نفرت کے جذبات بھڑکا رہے ہیں ان حالات کے پیش نظر حکومت پاکستان سیاسی، مذہبی اور روحانی قائدین پر بھاری ذمہ داری عائد ہوتی ہے۔ کہ وہ شعوری یا لاشعوری طور پر کوئی ایسا قدم اٹھانے سے گریز کریں جس سے یورپی اور امریکی پروپیگنڈے کو تقویت حاصل ہو اور مسلمانوں کے اندر بے چینی اور بے اطمینانی اور افتراق و تشتت پیدا ہو لیکن بد قسمتی اور ہماری غفلت کے باعث کچھ ایسے عوامل مسلسل رونما ہو رہے ہیں جن کی بدولت ہماری اجتماعیت اور اتحاد و یکجہتی بری طرح متاثر ہو رہی ہے۔ انہی میں رمضان المبارک اور عید الفطر کے مذہبی تہوار ہیں، جن کے انعقاد کے معاملے میں، ہم دین اسلام کی تعلیمات سے ہٹ کر اپنے تعصب کی بنا پر افراط و تفریط کا شکار ہو چکے ہیں اس وقت روزے اور عید کے ضمن میں صوبہ سرحد اور پاکستان کے دیگر مسلمانوں کا اختلاف کھل کر سامنے آچکا ہے اس سلسلے میں اکثر یہ دیکھنے میں آیا ہے کہ یکم رمضان کا پہلا روزہ مرکز میں سست روی کی نذر ہو جاتا ہے جب کہ صوبہ سرحد میں آخری روزہ تعجیل کا شکار ہو جاتا ہے۔ لہٰذا ہم مجلہ الحسن کی وساطت سے علمائے کرام، مرکزی رویت ہلال کمیٹی اور دیگر متعلقہ حکام سے گزارش کرتے ہیں کہ خدارا اسے اپنی انانیت کا مسئلہ نہ بنائیں اور افراط و تفریط کی موجودہ روش کو چھوڑتے ہوئے مسلک اعتدال اختیار کریں۔

سلام

بحضور حضرت غوث الاعظم محبوبِ سبحانی شاہ عبدالقادر جیلانی

(۴۷۰ھ تا ۵۶۱ھ)

سلام اے ابو صالح کے پسر اے بحرِ عرفانی ؛ سلام اے فاطمہ ثانی کے نورِ عین لاثانی
تھا سن ہجری چار سو ستر مبارک ؛ فرمائی جہاں میں آپ نے تشریف ارزانی
وجیہہ، سینہ کشادہ، قد میانہ، سرمگیں آنکھیں ؛ بلند آواز اور چہرہ کتابی، خندہ پیشانی
کرامت آپ کی بچپن سے ہی دنیا پہ واضح تھی ؛ شریکِ حال تھا بچپن سے ہی عرفانِ یزدانی
سلام اے خواجہ و سلطان مریدِ بوسعید عارف ؛ سلام اے ہادی و رہبر سلام اے شانِ یزدانی
قناعت، زہد و تقویٰ، صبر، ایثار و سخاوت میں ؛ نمایاں اولیاؤں میں ہے ذاتِ غوثِ صمدانی
پسینہ تھا معطر آپ کا ذکرِ الٰہی سے ؛ لباسِ فاخرہ تھا مثلِ ملبوساتِ خاقانی
لعابِ دہن سردارِ دو عالم اور علی پاکر ؛ ہوئی تھی طاقتِ گویائی میں وہ گوہر افشانی
فتوح الغیب و خطبات و مواعظ سارے شاہد ہیں ؛ شریعت اور طریقت میں تھے کامل شاہ جیلانی
نبی کا خرقہ آپ کو پہنچا ولیوں کے ہاتھوں سے ؛ بھی انس و جاں ملک سب نے فضیلت آپکی مانی
المختصر بغداد میں سن پانچ سو اکسٹھ میں یہ شمع ؛ بجھی اکیانوے برس پورے کر کے جہانبانی

سلام محمد مصطفیٰ (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) کے نور العین
سلام ازل تا ابد سلسلۂ قادریہ کے بانی

محمد قادری بابری مرزا حنیف مجاہد البریلوی البغدادی

حُبِّ رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اور صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین

★ ——— سید محمد انور شاہ قادری ایم اے

ہو جائے تیری یاد میں یہ زندگی تمام ٭ دل میں ہو تیرا ذکر لبوں پر ہو تیرا نام

حُب کے معنی ہیں محبت۔ یہ حبّہ کی جمع ہے۔ حبّہ دانے کو کہتے ہیں اور حبۃ القلب دل کا وہ مقام ہے جس پر دل کا دارومدار ہے۔ لہٰذا محبت کا نام اپنے محل کے نام پر رکھا گیا ہے۔ محبت میں جب شدت پیدا ہوتی ہے۔ تو اُسے عشق کے نام سے یاد کیا جاتا ہے اور عشق وہ قوت ہے جس کے سامنے دُنیا کی کوئی طاقت ٹھہر نہیں سکتی۔ فرہاد نے عشق ہی کی بدولت جُوئے شیر بہادی جبکہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے عشق کے سامنے دہکتی ہوئی آگ راکھ کے ڈھیر میں تبدیل ہوگئی۔ اوّل الذکر عشقِ مجازی کی کرشمہ سازی تھی۔ اور دوسرا واقعہ عشقِ حقیقی کی جلوہ آرائی کا نتیجہ ہے۔

تاریخ شاہد ہے کہ جب یہی عشقِ حقیقی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے قلوب میں ضوفگن ہُوا تو انہوں نے اپنی عزت و آبرو، مال و دولت اور زندگی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی محبت و اعانت کے لئے قربان کردی۔ حُبِّ رسول میں وطن چھوڑا اور خویش و اقارب سے رشتۂ اُلفت توڑ کر جہاد کے لئے کمربستہ ہوگئے۔ کوئی قوت اُن کے جذبۂ عشق کی تاب نہ لا سکی۔ پہاڑ، جنگل، صحرا، دریا غرض یہ کہ کوئی رکاوٹ اُن کا راستہ نہ روک سکی اور انہوں نے مختصر سی مدت میں دو عظیم الشان سلطنتوں (روم و ایران) کو تہ و بالا کرکے دُنیا بھر میں اسلامی انقلاب برپا کر ڈالا۔

صحابۂ کرام کا یہ عشق خودساختہ نظریات پر مبنی نہ تھا بلکہ اس کا سبب قرآن مجید کا یہ فرمان

خداوندی تھا۔

قُلْ اِنْ كَانَ اٰبَآؤُكُمْ وَاَبْنَآؤُكُمْ وَاِخْوَانُكُمْ وَاَزْوَاجُكُمْ وَعَشِيْرَتُكُمْ وَاَمْوَالُ ۨاقْتَرَفْتُمُوْهَا وَتِجَارَةٌ تَخْشَوْنَ كَسَادَهَا وَمَسٰكِنُ تَرْضَوْنَهَآ اَحَبَّ اِلَيْكُمْ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَجِهَادٍ فِيْ سَبِيْلِهٖ فَتَرَبَّصُوْا حَتّٰى يَاْتِيَ اللّٰهُ بِاَمْرِهٖ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفٰسِقِيْنَ ع ۲

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرمادیں کہ اگر تمہارے باپ اور تمہارے بیٹے اور تمہارے بھائی اور تمہاری عورتیں اور تمہارا خاندان اور تمہاری کمائی کے مال اور وہ مال تجارت جس کے نقصان کا تمہیں ڈر ہے اور تمہارے پسندیدہ مکان یہ چیزیں اگر تمہیں اللہ اور اس کے رسول اور اس کی راہ میں جہاد کرنے سے زیادہ محبوب ہوں تو انتظار کرو یہاں تک اللہ تعالیٰ اپنا حکم لائے اور اللہ فاسقوں کو ہدایت نہیں دیتا۔

انسان کے دل میں جن رشتوں اور اشیاء کی محبت کا فطری جذبہ موجود ہوتا ہے۔ اُن سب پر تین قسم کی محبت کو ترجیح دینے کا حکم اس آیہ مبارکہ میں دیا گیا ہے اور پھر ان تین محبتوں یعنی اللہ۔ رسول۔ اور جہاد کے متعلق حکم دیتے ہوئے وسط میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت کا ذکر کرکے اس نکتے کی طرف توجہ مبذول کروائی گئی ہے کہ ان تینوں محبتوں میں مرکزی حیثیت حُبِّ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حاصل ہے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشاداتِ عالیہ سے بھی اس امر کی وضاحت ہوتی ہے۔ چنانچہ حدیث مبارکہ میں آتا ہے۔

لَا يُؤْمِنُ اَحَدُكُمْ حَتّٰى اَكُوْنَ اَحَبَّ اِلَيْهِ مِنْ وَّالِدِهٖ وَوَلَدِهٖ وَالنَّاسِ اَجْمَعِيْنَ ۝

تم میں سے کوئی ایک اُس وقت تک مومن نہیں ہو سکتا، جب تک میں اسے اُس کے والد، اولاد اور تمام لوگوں سے زیادہ محبوب نہ ہو جاؤں۔

صحابہ کرام کی حیاتِ مبارکہ پر نظر ڈالنے سے پتہ چلتا ہے کہ وہ قرآن حکیم اور احادیث مبارکہ

کی روشنی میں یہ نکتہ بخوبی ذہن نشین فرما چکے تھے کہ:

؎ محمدؐ کی محبت دینِ حق کی شرطِ اوّل ہے ۔ اسی میں ہو اگر خامی تو سب کچھ نامکمل ہے

عشقِ رسول اُن کی نس نس اور رگ رگ میں سرایت کرچکا تھا۔ اور انہوں نے حُبِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر تن من دھن سب کچھ قربان کر دینا ہی اپنا مقصدِ حیات بنا رکھا تھا۔ عشق و محبت کے ان ایمان افروز حالات سے تفاسیر و احادیث اور تاریخ و سیر کی کتابیں بھری پڑی ہیں۔ چند روح پرور واقعات بطور نمونہ پیش کیے جا رہے ہیں۔

خلیفہ اوّل سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہٗ نے ہمیشہ بڑھ چڑھ کر قربانی دیتے ہوئے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی لازوال محبت کا عملی طور پر ثبوت پیش فرمایا۔ ایک غزوہ کی تیاری کے لئے جب ہادی برحق صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تیاری کا اعلان فرمایا تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے یارِ غار نے اپنے گھر کا سارا اثاثہ لاکر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مبارک قدموں میں ڈھیر کر دیا۔ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پوچھا کہ گھر میں کیا چھوڑ لیے ہو تو عرض کی۔ اللہ اور اُس کا رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے

؎ پروانے کو چراغ ہے بلبل کو پھول بس ۔ صدیق کے لئے ہے خدا کا رسول بس

خلیفہ دوم سیدنا عمرِ فاروق رضی اللہ عنہٗ دشمنانِ حبیبِ خُدا کے لئے ننگی تلوار کی مانند تھے۔ غزوہ بدر کے موقع پر ان کا حقیقی ماموں عاص بن ہشام بن مغیرہ میدانِ جنگ میں نکلا تو اُن کے مقابلے کے لئے لشکرِ اسلام سے امیر المؤمنین فاروق اعظم رضی اللہ عنہٗ تشریف لے گئے اور ایک ہی وار سے ماموں کے دو ٹکڑے کر دیئے۔ اسی غزوہ بدر میں حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہٗ نے اپنے والد کو اور دیگر اکثر صحابۂ کرام نے اپنے قریبی رشتہ داروں کو قتل کرتے ہوئے یہ اظہار فرمایا کہ

؎ محمدؐ کی محبت خون کے رشتوں سے بالا ہے ۔ یہ رشتہ دنیوی قانون کے رشتوں سے اعلیٰ ہے

خلیفہ سوم حضرت عثمان ذی النورین رضی اللہ عنہٗ جب صلح حدیبیہ کے موقع پر رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف سے سفیر بن کر قریش کے پاس گئے۔ تو ابوسفیان نے انھیں بیت اللہ شریف کے طواف کے لئے کہا لیکن انہوں نے صاف انکار کرتے ہوئے فرمایا۔ میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بغیر ہرگز طواف نہیں کروں گا۔ سبحان اللہ! کہ قدر

عشق رسول میں اپنی ذات کو فنا کر چکے تھے کہ جس عبادت سے محبوب کو محروم رکھا جا رہا ہے۔ یہ بھی اُس سے علیحدگی اختیار فرما رہے ہیں۔

خلیفہ چہارم امام الاولیاء، شیر خدا حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم کی زندگی تو ولادت سے شہادت تک پیارے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت و عشق کی مظہر و امین ہے۔ صرف ایک واقعہ ملاحظہ فرمائیں۔ ہجرت کی رات جب قریش نے سرورِ عالم و عالمیان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مکان کا محاصرہ کر کے (نعوذ باللہ) حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو قتل کرنے کا پروگرام بنایا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم کو بلا کر فرمایا:۔ مجھ کو ہجرت کا حکم ہو چکا ہے۔ میں آج مدینہ روانہ ہو جاؤں گا تم میرے پلنگ پر میری چادر اوڑھ کر سو رہو اور صبح امانتیں واپس کر کے چلے آنا۔ علامہ شبلی نعمانی اس پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔ یہ سخت خطرہ کا موقع تھا؛ حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم کو معلوم ہو چکا تھا کہ قریش آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے قتل کا ارادہ کر چکے ہیں۔ اور آج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا بستر قتل گاہ کی زمین ہے لیکن فاتح خیبر کے لئے قتل گاہ فرش گل تھا۔

غزوہ اُحد صحابہ کرام کے عشق و وفا کے لئے ایک بہت بڑی آزمائش ثابت ہوئی۔ اور اس موقع پر صحابہ کرام نے بھی اپنی جاں نثاری کی وہ داستان رقم فرمائی کہ تاریخ عالم جس کی مثال پیش کرنے سے قاصر ہے۔ جنگ کا پانسہ پلٹنے سے مسلمان کفار کے گھیرے میں آگئے۔ اِن حالات میں اچانک یہ افواہ پھیلی کہ (نعوذ باللہ) محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم شہید کر دیئے گئے۔ جب حضرت انس بن نضر رضی اللہ عنہ نے یہ وحشتناک خبر سنی تو تڑپ اُٹھے اور فرمانے لگے جب پیارے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نہیں رہے تو ہم زندہ رہ کر کیا کریں گے بے جگری سے لڑتے ہوئے کافروں کی صفوں میں گھس گئے اور جام شہادت نوش فرمایا۔ اُن کے جسم پر اتنے زخم آئے تھے کہ لاش بڑی مشکل سے پہچانی گئی۔ حضرت ابو دُجانہ رضی اللہ عنہ نے حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو قریش کے حملوں سے بچانے کے لئے اپنے جسم کو ڈھال کے طور پر پیش فرمایا۔ اُن کی پُشت پر برابر تیر لگ رہے تھے لیکن یہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

پر جھکے رہے۔ حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ بھی اس موقع پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے پاس پہنچ گئے اور اپنے ہاتھوں پر تلواروں کے وار روکنے لگے اور ان کا ایک ہاتھ کٹ کر گر پڑا۔[10] اس غزوہ احد کے پر انصارِ مدینہ کی ایک خاتون صحابیہ رضی اللہ عنہا کو اپنے باپ، بھائی اور شوہر کی شہادت کی اطلاع دی گئی۔ اُسے تو سرورِ کون و مکان صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی فکر دامن گیر تھی بے تاب ہو کر حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے متعلق دریافت کیا جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خیریت معلوم ہوئی اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے چہرۂ انور پر نظر پڑی تو فرمایا آپ کے ہوتے ہوئے ہر مصیبت ہیچ ہے۔[11]

بڑھ کر اُس نے رُخِ اقدس کو جو دیکھا تو کہا ÷ تو سلامت ہے تو پھر ہیچ ہیں سب رنج والم
میں بھی اور باپ بھی شوہر بھی برادر بھی فدا ÷ اے شہِ دیں تیرے ہوتے ہوئے کیا چیز ہیں ہم

حضرت زید بن دثنہ رضی اللہ عنہ کو مکہ مکرمہ میں قریش شہید کرنے لگے تو ابوسفیان نے اس موقع پر اُس سے پوچھا کیا تم یہ پسند کرتے ہو کہ اس وقت ہمارے پاس تمہاری بجائے محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہوتے اور تم اپنے گھر میں آرام سے بیٹھے ہوتے تو انہوں نے فرمایا کہ میں تو یہ بھی برداشت نہیں کر سکتا کہ حضور (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) کو ایک کانٹا چبھنے کی تکلیف پہنچے اور میں آرام سے اپنے گھر میں پڑا رہوں۔ یہ جواب سُن کر ابوسفیان نے کہا کہ جس طرح محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے صحابہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے محبت کرتے ہیں میں نے ایسی محبت کہیں اور نہیں دیکھی۔[12] یعنی دشمن بھی صحابہ کی حُبِّ رسول (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) پر گواہی دیتے تھے۔

حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ ایک دن بڑی اضطرابی کیفیت میں حاضر ہوئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے وجہ پوچھی تو عرض کی بات دراصل یہ ہے کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا چہرۂ انور آنکھوں سے اوجھل ہوتا ہے تو دل بے تاب ہو جاتا ہے اور فوراً دیدار کر کے اسے تسلی دیتا ہوں لیکن اب رہ رہ کر یہ خیال آرہا ہے کہ جنت میں حضور کا مقام تو ارفع و اعلیٰ ہوگا اور پتہ نہیں یہ مسکین کس گوشے میں پڑا رُخِ تاباں کی زیارت کے لئے ترستا رہے گا۔ اسی اثناء میں جبرئیل امین وحی لے کر حاضر ہوئے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ہم فرمان بردار عشاق کو ہجر و فراق کے صدمات سے دوچار نہیں کریں گے اور جنت میں انھیں پیارے محبوب

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی معیت و وصال حاصل ہوگا۔[۱۳]

مفسرین لکھتے ہیں کہ عشق مصطفوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں صرف ثوبان ہی نہیں بلکہ تمام صحابہ کرام کا یہی حال تھا۔ چنانچہ ان کے شکوۂ فراق پر مذکورہ وحی نازل ہوئی۔[۱۴]

عشق رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ نور صحابہ کرام سے تابعین، آئمہ امت اور اولیائے کرام کے ذریعے عامۂ مسلمین کو منتقل ہوتا رہا اور جب تک ان کے دل حبّ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سرشار رہے تو دین و دنیا کی کامیابی ان کے قدم چومتی رہی اور ان کی زندگی اس شعر کی تفسیر پیش کرتی رہی۔

ہر کہ عشق مصطفےٰ سامان اوست ؛ بحر و بر در گوشۂ دامان اوست

لیکن جب عشق رسول کا یہ نور ماند پڑنے لگا تو عالم اسلام پر زوال کی پرچھائیاں چھانے لگیں اور وہ یوں مغلوب ہوئے کہ ذلت و رسوائی ان کا مقدر بن گئی۔ حکیم الامت علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ امت محمدیہ کے زوال کا بڑی گہرائی سے تجزیہ کرنے کے بعد اس نتیجے پر پہنچے کہ عشق رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قوت و طاقت ہی مسلمانوں کو ان کی موجودہ پستی سے نکال سکتی ہے۔ چنانچہ اس کی اہمیت پر توجہ دلاتے ہوئے فرمایا:۔

قوت عشق سے ہر پست کو بالا کر دے ؛ دہر میں اسم محمد سے اجالا کر دے

اور حقیقت بھی یہی ہے کہ ظلمت و تاریکی میں بھٹکے ہوئے انسانوں کے لئے ہر دور میں نور مجسم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات اقدس ہی مینارۂ نور رہی ہے۔

ظلمت دہر میں بھٹکے ہوئے انساں کیلئے ؛ از ازل تا ابد نور کا دھارا تو ہے

اگرچہ اس وقت مسلمان مغلوب ہیں لیکن پھر بھی غیر مسلم ان کی اس خوابیدہ قوت سے خائف ہیں اور انھیں یہی فکر دامن گیر ہے کہ کہیں حبّ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی یہ دبی ہوئی چنگاری پھر سے بھڑک کر اسلامی انقلاب نہ برپا کر ڈالے۔ چنانچہ وہ اپنی پوری قوت اس پر صرف کر رہے ہیں کہ:۔

یہ فاقہ کش جو موت سے ڈرتا نہیں کبھی ؛ روح محمد اس کے بدن سے نکال دو

خصوصاً آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی ذاتِ اقدس کو ہدفِ تنقید بنا کر مسلمانوں کے دلوں میں حُبِّ رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی بجائے شکوک و شبہات پیدا کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ اس سلسلے میں انہوں نے عالم اسلام کے اندر اپنے ایجنٹ پھیلا رکھے ہیں جو دین کا لبادہ اوڑھ کر قرآن و سُنّت کے نام پر عشقِ رسول کی بیخ کنی کا کام سرانجام دے رہے ہیں۔ لہٰذا مسلمانوں کو ان کی تحریر و تقریر میں نشوونما پانے والے جراثیم (جو محبتِ رسول کی چنگاری کو راکھ کے ڈھیر میں تبدیل کرنے کے لئے پھیلائے جا رہے ہیں) سے بچنے کے لئے حضرات صحابۂ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی سیرت و کردار کو مشعلِ راہ بنانا چاہیئے۔

اللہ تبارک و تعالیٰ امتِ محمدیہ کو پیارے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی ذاتِ گرامی کے ساتھ حقیقی رشتہ اور تعلق استوار کرنے کی توفیق عطاء فرمائے۔ ان کے سینوں کو عشقِ رسول کی حرارت بخشے اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی اتباع کرتے ہوئے جان و مال، اولاد اور تمام دنیا سے بڑھ کر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی محبت عطا فرمائے اور سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی محبت کے صدقے میں عالم اسلام کے موجودہ افتراق و تشتت کو دور فرما کر اسے ایک مرکز پر اکٹھا فرمائے آمین وبجاہِ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم)

حواشی:۔ ۱؎ قشیری، ابوالقاسم رسالہ قشیریہ (اردو ترجمہ پیر محمد حسن) ادارہ تحقیقات اسلامی اسلام آباد ۱۹۸۸ء، ص ۵۷، ۲؎ القرآن، التوبہ ۹:۲۴ ۳؎ بخاری شریف کتاب الایمان

۴؎ سیوطی، جلال الدین، تاریخ الخلفاء (اردو ترجمہ بشیر احمد) مکہ بک لاہور ص ۵

۵؎ محمد بن ہشام، سیرت ابن ہشام (اردو ترجمہ احسان الحق) مقبول اکیڈمی لاہور ص ۴۰۳

۶؎ ابن کثیر، البدایہ والنہایہ (اردو ترجمہ کوکب شادانی) نفیس اکیڈمی کراچی ۱۹۸۶ء، ج ۴ ص ۵۸۸

۷؎ نعمانی شبلی، سیرت النبی، ناشران قرآن لاہور ج ۱ ص ۲۷۵

۸؎ بخاری شریف، غزوۂ احد۔ ۹؎ ایضاً سیرت ابن ہشام ص ۳۲۴

۱۰؎ نعمانی شبلی، سیرت النبی ج ۱ ص ۳۸۵ ۱۱؎ ایضاً سیرت ابن ہشام ص ۳۴۳

۱۲؎ قاضی عیاض، الشفاء بتعریف حقوق المصطفیٰ (اردو ترجمہ محمد اطہر نعیمی) مکتبہ نبویہ لاہور ۱۴۰۵ھ ص ۶۳

۱۳؎ النساء ۴:۶۵ ۱۴؎ تفسیر ضیاء القرآن ج ۱ ص ۳۶۳

منظوم اردو ترجمہ سورہ یوسف

صوفی مشتاق احمد
سابق پرنسپل ہائی سکول ۴ پشاور شہر

اَكْرِمِي مَثْوٰىهُ

(حوالے کرتا ہوں تم کو یہ طفل ماہ لقا) ✤ کرنا اس کی نگہداشت تم بہ حرمت و جاہ

عَسٰۤى اَنْ يَّنْفَعَنَاۤ اَوْ نَتَّخِذَهٗ وَلَدًا ؕ

عجب نہیں کہ ہمیں نفع دے یہ عالی قدر ✤ (یا بہر خاطر محزوں) بنا لیں اس کو پسر

وَكَذٰلِكَ مَكَّنَّا لِيُوْسُفَ فِي الْاَرْضِ وَلِنُعَلِّمَهٗ مِنْ تَاْوِيْلِ الْاَحَادِيْثِ ؕ

یوں ہم نے مصر میں یوسف کو دی بڑی توقیر ✤ اور سکھائی ہم نے اُسے خوابوں کی تعبیر

وَاللّٰهُ غَالِبٌ عَلٰۤى اَمْرِهٖ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۲۱﴾

ہر اک ارادے کی تکمیل پہ رب قادر ✤ مگر بہت سے لوگ ہیں اس کو سمجھنے سے قاصر

وَلَمَّا بَلَغَ اَشُدَّهٗۤ اٰتَيْنٰهُ حُكْمًا وَّعِلْمًا ؕ

گذر کے طفلی سے جبکہ شباب کو پہنچا ✤ ہم نے اس کو علوم اور حکمتیں کیں عطا

وَكَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۲۲﴾

یہی ہے سنت ہماری اے رسول خدا ✤ جو لوگ اچھے ہیں دیتے ہیں اُن کو اچھی جزا

وَرَاوَدَتْهُ الَّتِيْ هُوَ فِيْ بَيْتِهَا عَنْ نَّفْسِهٖ

جس عورت کے گھر یوسف نے پرورش پائی ✤ (اُسی ذی جاہ نے بصد دلکشی و رعنائی)

کرنا چاہا تھا یوسف کو مائل اپنی طرف ✤ پھسلانا چاہا تھا اس کو معصیت کی طرف

(ہوئی وہ حسن دلآویز سے بہت مسحور ✤ دل کے ہاتھوں سے ہو کے بے حد مجبور)

وَغَلَّقَتِ الْاَبْوَابَ وَقَالَتْ هَيْتَ لَكَ ؕ

دروازے کر کے زلیخا نے بند اس کو کہا ✤ آؤ دیتی ہوں دعوت تمہیں اے ماہ لقا

قَالَ مَعَاذَ اللّٰهِ

سفرِ شام

علامہ ابن اثیر، اسد الغابہ میں رقم طراز ہیں:۔

ابن عباس سے روایت ہے کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی وفات کے بعد ابوذر ملک شام چلے گئے تھے۔[۳۴] مدینہ منورہ کے قریب ایک سلع نامی پہاڑی ہے حضرت ابوذر کو سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وصیت کی تھی کہ:۔

"اِذَا بَلَغَ الْبُنْیَاءُ سَلْعًا فَارْتَحِلْ اِلَی الشَّامِ"[۳۵]

(جب مدینہ کی آبادی جبل سلع تک پہنچ جائے تو تم شام کی طرف کوچ کر جانا)

اسلام کے معاشی نظام کی تبلیغ

حضرت ابوذر شام کے قیام کے دوران اس قسم کا وعظ تلقین فرمایا کرتے تھے:۔

"اے دولت مند لوگو! تم غریبوں کے ساتھ ہمدردی کرو۔ وہ لوگ جو سونا، چاندی جمع کرتے ہیں اور انھیں اللہ کے راستے میں صرف نہیں کرتے۔ تم انھیں آگ کے ٹھکانے کی خوشخبری سناؤ جہاں ان کی پیشانیوں، پہلوؤں اور پشت پر داغ لگایا جائے گا۔"

امیر معاویہ سے اختلاف کی وجہ

علامہ طبری، تاریخ طبری میں تحریر کرتے ہیں: سنہ ۳۰ ہجری میں ابوذر غفاری کا امیر معاویہ سے اختلاف ہوا۔[۳۶] اور ڈاکٹر طہٰ حسین، الفتنۃ الکبریٰ میں نقل کرتے ہیں۔

"حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کی مخالفت کا تعلق بنیادی طور پر نظامِ اجتماعی کی وجہ سے تھا۔ وہ اس بات کو ناپسند کرتے تھے کہ دولت مند اتنا دولت مند ہو جائے کہ سونے چاندی کے انبار لگانے لگے اور غریب اتنا غریب ہو جائے کہ اس کے پاس خرچ کے لئے پھوٹی کوڑی بھی نہ رہے۔ پھر وہ اس امر کو بھی ناپسند کرتے تھے کہ امام مسلمانوں کا مال بلا استحقاق دولت مندوں کو عطا کر کے انھیں دولت مند تر اور محتاجوں کو محتاج تر بنا دے۔ نیز آپ تحریر

شروع کر دیئے، انھوں نے امیر معاویہ کے اس قول کی تردید کی کہ بیت المال کا مال خدا کا مال ہے اور کہا کہ وہ مسلمانوں کا مال ہے انھوں نے امیر معاویہ کے تعمیر خضراء (شام میں ان کی رہائش گاہ) پر بھی اعتراضات کیئے۔ اور کہا "اگر تم نے اسے مالِ مسلمین سے تعمیر کرایا ہے تو خیانت کی ہے اگر اپنے مال سے تعمیر کرایا ہے تو فضول خرچی کا ارتکاب کیا ہے"۔ لوگ حضرت ابوذر کے گرد جمع ہو جایا کرتے تھے۔ ان کے ارشادات گوش توجہ سے سنتے اور ان کی دعوت قبول کرتے تھے حتیٰ کہ امیر معاویہ کو حضرت ابوذر کی اس دعوت سے اہل شام کے برگشتہ ہو جانے کا خطرہ دامنگیر ہو گیا تھے جس کی بناء پر انھیں واپس مدینہ منورہ بھیج دیا گیا۔

مدینہ منورہ روانگی

امام المؤرخین ابوالحسن المسعودی تاریخ المسعودی میں تحریر فرماتے ہیں ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کو مدینہ شریف اس طرح روانہ کیا گیا کہ اُس اونٹ پر جس پر انھیں سوار کیا گیا صرف ایک سخت ترین پالان ڈالا گیا اور انھیں مدینے تک پہنچانے اور ان کی نگرانی کے لئے پانچ صقالبی سوار کر دیئے جو مدینے پہنچنے تک اُن کی نگرانی کرتے رہے جب ابوذر مدینے پہنچے تو وہ سوکھ کر ہڈیوں کے ڈھانچہ رہ گئے تھے۔ امیر المؤمنین حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ، نے انھیں ایک مکان میں رکھا اور ان سے اچھا سلوک کیا اور جب آتے تو اُن کے پاؤں کی طرف بیٹھ جاتے اور اُن سے دیر تک باتیں کرتے۔ ابوذر بولے! "جہاں میں اپنے رب کی عبادت کر رہا ہوں وہیں میں اپنی موت کا متمنی ہوں"۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ، نے فرمایا! میں تمہیں ربذہ بھیجوں گا۔ ابوذر رضی اللہ عنہ، نے فرمایا: (اللہ اکبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سچ فرمایا تھا اور جہاں جہاں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد مجھے رہنا تھا یا جہاں مجھے موت آنی تھی اُس کی خبر مجھے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دے دی تھی۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ، نے فرمایا: "آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تم سے کیا کہا تھا؟"۔

ابوذر:۔ آپ صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا تھا کہ تمہیں مکّے یا مدینے میں قیام کرنے کی ممانعت کی جائے گی اور یہ کہ میری موت ربذہ میں ہوگی اور یہ بھی فرمایا تھا کہ عراق کے کچھ مُسافر جب نواحِ حجاز میں پہنچیں گے تو وہی میری تجہیز و تکفین کرینگے۔

ربذہ روانگی

اس کے بعد اُونٹ کے قریب گئے۔ جو اُن کے ربذہ بھیجنے کے لئے تیار کیا گیا تھا۔ ابوذر کے ساتھ اُس اُونٹ پر اُن کی بیوی کو بھی سوار کیا گیا جب مدینہ سے روانہ ہونے لگے تو حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم اُن کے دونوں بیٹے حسنین کریمین اُن کے بھائی عقیل، عبداللہ بن جعفر اور عمار بن یاسر رضی اللہ علیہم اجمعین بھی اُن کے پیچھے پیچھے ہو لئے اور انھیں مدینہ کے باہر تک پہنچایا۔ جب حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم ابوذر رضی اللہ عنہ سے رُخصت ہونے لگے تو ابوذر رو پڑے۔ پھر بولے: "اے اہلِ بیت! اللہ تعالیٰ آپ لوگوں پر رحم فرمائے۔ اے ابوالحسن! جب مَیں نے آپ کو اور آپ کی اولاد کو دیکھا ہے میں رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم سے آپ سب کا اکثر ذکر کرتا رہا ہوں"[۳۸]۔

ربذہ میں ابوذر کا حال

مسلم بن نباتہ روایت کرتے ہیں کہ "جب ہم عمرہ ادا کرنے کے لئے روانہ ہوئے تو ہم ربذہ بھی آئے۔ وہاں ہم نے حضرت ابوذر کو اُن کے گھر تلاش کیا مگر وہ نہیں ملے۔ لوگوں نے کہا "وہ چشمہ کی طرف گئے ہوں گے"۔ اس لئے ہم اُن کے گھر کے قریب انتظار کرتے رہے اتنے میں وہ اونٹ کی ہڈیاں لے کر اپنے غلام کے ساتھ وہاں سے گزرے انھوں نے سلام کیا پھر وہ اپنے گھر گئے اور تھوڑی دیر بعد وہ ہمارے پاس آکر بیٹھ گئے اور فرمانے لگے:

جب میں اس چشمے کی طرف گیا تو وہاں اللہ کے مال (صدقہ) کے غلام تھے ان پر ایک حبشی غلام مقرر تھا انھیں روزانہ ذبح کیا ہوا اُونٹ کا گوشت ملتا ہے اور مجھے اس کی ہڈیاں ملتی ہیں جسے میں اور میرے اہل و عیال کھاتے ہیں"[۳۹]۔

ابوذر کی تنہائی

علامہ یوسف نبہانی جواہر البحار فی فضائل النبی المختار میں تحریر فرماتے ہیں۔ غزوہ تبوک میں جب حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دور سے آتے ہوئے ایک سوار کو ملاحظہ فرمایا تو اس کے لئے "کُن اباذر" (تو ابوذر ہو جا) فرمایا۔ چنانچہ وہ سوار حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ ہی نکلے نیز ابن ہشام اپنی کتاب سیرۃ النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں نقل کرتے ہیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ابوذر پر اللہ تعالیٰ رحم فرمائے۔ ابوذر تنہا چلے گا، تنہا مرے گا اور تنہا حشر کے دن اٹھایا جائے گا۔[۱۶]

اخلاق و تقویٰ

امام ابوالقاسم قشیری رسالہ قشیریہ میں تحریر کرتے ہیں:۔ "خُلق یہ ہے کہ تو لوگوں کی بد خلقی اور اللہ تعالیٰ کی قضا کو بغیر ملال اور اظہار بے چینی کے قبول کرے" آپ روایت نقل کرتے ہیں۔

ایک مرتبہ ابوذر حوض پر اپنے اونٹوں کو پانی پلا رہے تھے کچھ لوگوں نے جلد بازی کی اور حوض ٹوٹ گیا یہ دیکھ کر ابوذر پہلے بیٹھ گئے پھر لیٹ گئے۔ کسی نے اس کی وجہ پوچھی تو فرمایا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیں حکم دیا ہے کہ جب کسی انسان کو غصہ آجائے تو اسے بیٹھ جانا چاہیئے اگر اس طرح غصہ جاتا رہے تو بہتر ورنہ لیٹ جائے۔

ابوذر فرماتے ہیں: مجھے محتاجی بہ نسبت مالداری کے اور بیماری بہ نسبت صحت کے زیادہ پسند ہے۔[۱۷]

علامہ محمد بن سعد، طبقات ابن سعد میں رقم طراز ہیں:

لباس

عون بن عبداللہ بن عتبہ بن مسعود سے مروی ہے کہ ابوذر نے دو چادریں اوڑھیں ایک کو تہمد بنایا اس کے بلبے حصے کو چادر بنالیا۔ دوسری اپنے غلام کو اوڑھا دی۔ قوم کے پاس برآمد ہوئے تو لوگوں نے کہا کہ اگر تم دونوں اوڑھتے تو زیادہ بہتر ہوتا، انھوں نے کہا ہاں، لیکن میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے سنا کہ غلاموں کو

اسی میں سے کھلاؤ، جو تم کھاؤ۔ اور انھیں اسی میں سے پہناؤ جو تم پہنو۔[۴۳]

امام شمس الدین ذہبی "سیرا علام النبلا" میں رقم طراز ہیں۔

وصال

"ابوذر کی وفات کا وقت آیا تو وہ الربذہ میں تھے ان کی بیوی رونے لگیں پوچھا کہ تمہیں کیا چیز رلاتی ہے انھوں نے کہا کہ میں اس لئے روتی ہوں کہ مجھے تمہارے دفن کرنے کی طاقت نہیں اور نہ میرے پاس کوئی ایسی چادر ہے جو تمہیں کفن کے لئے کافی ہو۔ انھوں نے کہا کہ روؤ نہیں، میں نے ایک روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے جب کہ میں خدمتِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم میں ایک جماعت کے ساتھ تھا، فرماتے سُنا کہ ضرور ضرور تم میں سے ایک شخص بیابان میں مرے گا جس کے پاس مسلمانوں کی ایک جماعت حاضر ہوگی۔ جتنے لوگ اس مجلس میں میرے ساتھ تھے وہ جماعت اور آبادی میں مرے سوائے میرے کوئی باقی نہیں رہا۔ میں نے اس حالت میں بیابان میں صبح کی کہ اب مرتا ہوں۔ لہٰذا تم راستے میں انتظار کرو عنقریب وہی دیکھو گی جو میں تم سے کہتا ہوں۔ واللہ نہ میں نے جھوٹ کہا اور نہ مجھ سے جھوٹ کہا گیا۔ بیوی نے کہا کہ یہ کیونکر ممکن ہے۔ حاجی بھی تو اب نہیں انھوں نے کہا کہ تم راستے میں انتظار کرو۔"

وہ اسی حالت میں تھیں کہ ایک جماعت نظر آئی جن کو ان کی سواریاں اس طرح لئے جا رہی تھیں کہ گویا وہ لوگ چمر گدھ (تیز رو درندے) ہیں۔ قوم سامنے آئی لوگ ان کی بیوی کے پاس کھڑے ہو گئے اور پوچھا کہ تمہیں کیا ہوا، انہوں نے کہا کہ ایک مسلمان ہے جس کو تم لوگ دفن کر دو گے تو اجر ملے گا۔ پوچھا وہ کون ہے۔ انہوں نے کہا کہ ابوذر ہیں۔ انھوں نے کہا کہ ہمارے ماں باپ ان پر فدا ہوں۔

لوگ اپنے کوڑے گلے میں ڈال کر ابوذر کی طرف بڑھنے لگے۔ ابوذر نے کہا کہ تمہیں مبارک ہو تم وہ جماعت ہو کہ تمہارے حق میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے جو کچھ فرمایا وہ فرمایا تم لوگ

خوش ہو جاؤ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے سنا کہ جن دو مسلمانوں کے درمیان دو یا تین لڑکے ہلاک ہو جائیں اور وہ لوگ اسے موجب اجر سمجھیں اور صبر کریں تو وہ کبھی دوزخ کو نہ دیکھیں گے پھر کہا کہ میں نے آج جہاں صبح کی تم لوگ بھی دیکھتے ہو اگر میرے کپڑوں میں سے کوئی چادر کافی ہوتی تو میں اسی کو کفن کے لئے اختیار کرتا، میں تمہیں اللہ کی قسم دیتا ہوں کہ تم میں سے کوئی شخص جو حاکم ہو، یا نائب، یا قاصد، مجھے ہرگز کفن نہ دے ساری قوم نے ان اوصاف میں سے کچھ نہ کچھ حاصل کیا تھا سوائے انصار کے ایک نوجوان کے جو ان کے ساتھ تھا اس نے کہا کہ میں آپ کا ساتھی ہوں میرے صندوق میں دو چادریں ہیں جو میری والدہ کی بنی ہوئی ہیں ان میں سے ایک میرے بدن پہ ہے۔ ابوذر نے کہا کہ تم میرے ساتھی ہو، تم مجھے کفن دو۔ [٤٤]

علامہ ابن حجر عسقلانی، تہذیب التہذیب میں رقمطراز ہیں:-

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ، کی وفات یکم ذی قعدہ بروز دوشنبہ ۳۲ھ ہجری بمطابق ۳ جون ۶۵۳ء میں ہوئی۔ ان کے جنازے کی نماز عبداللہ بن مسعود نے پڑھائی۔ وہ بھی انہیں لوگوں میں تھے جو ان کی وفات کے وقت پہنچ گئے تھے [٤٥]

ترکہ وعن ابن سیرین، سئلت ابن اخت لابی ذرؓ: ما ترک ابوذر؟ قال ترک اتانین، وحمارا، واعنزا، ورکائب [٤٦]

(ابن سیرین سے روایت ہے کہ میں نے ابوذر کے بھانجے سے پوچھا کہ ابوذر نے کیا چھوڑا تو انہوں نے کہا کہ دو گدھیاں، ایک گدھا، چند بکریاں اور سواری کے اونٹ)

اولاد ربذہ میں آپ کے ساتھ ایک تو آپ کی بیوی اور دوسری آپ کی صاحبزادی تھیں کیونکہ بچے تو بہت پیدا ہوئے لیکن عموماً کمسنی میں انتقال کر گئے [٤٧]

ابونعیم حلیۃ الاولیاء میں بچوں کے مرنے کے متعلق آپ سے ایک روایت نقل کرتے ہیں۔ کسی نے آپ سے پوچھا کہ ابوذر آپ کے بچے زندہ کیوں نہیں رہتے۔

ابی ذر غفاری رضی اللہ عنہ، نے فرمایا:-

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ یَأْخُذُھُمْ فِیْ دَارِ الْفَنَاءِ وَیُذْخِرُھُمْ فِیْ دَارِ الْبَقَاءِ۔

(شکر ہے اللہ تبارک و تعالیٰ کا جس نے ان بچوں کو فانی گھر سے لے لیا اور باقی رہنے والے گھر کے لئے ان کو ذخیرہ بنا لیا۔)

شاکر ہر حال میں شکر کا مقام حاصل کر لیتا ہے۔ آخر عمر میں آپ کا خاندان ان ہی دو عورتوں یعنی بیوی اور بیٹی اور خود آپ کی ذات سے عبارت تھا۔

آپ کی ذات مبارکہ روح نبوت اور آسمان رسالت کے آفتاب تاباں، بہترین مددگار اور حضرت حق کی برگزیدہ ہستی ہیں۔ آپ محبت، الفت اور رضائے الٰہی میں اور معارف و اسرار میں بلند مرتبہ رکھتے تھے۔ آپ کی محبت اور شان میں جو چاہو کہو، کیونکہ آپ کا مرتبہ و شان اپنی پاک اور برگزیدہ زندگی کے باعث انسانیتِ کاملہ کے لئے باعث صد افتخار رہے۔

اللہ تبارک و تعالیٰ پیارے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور انکی اہلبیت کے صدقے میں ان برگزیدہ ہستیوں کے راستے پر چلنے کی ہمیں توفیق عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین

مقدور ہو تو خاک سے پوچھوں کہ اے لئیم
تو نے وہ گنج ہائے گراں مایہ کیا کیئے؟

تنویر احمد قادری
ناظم ادارہ اشاعت و
تبلیغ اسلام پشاور
۲۰ فروری ۱۹۹۳ء

حواشی

۱ امام محمد ذہبی، تذکرۃ الحفاظ (اردو ترجمہ) اسلامک پبلشنگ لاہور ۱۹۸۱ء ج ۱ ص ۳۸

۲ دائرہ معارف اسلامیہ ج ۱ ص ۸۵۶۔

۳ امام محمد ذہبی، تذکرۃ الحفاظ (اردو ترجمہ) ج ۱ ص ۳۸

۴ علامہ ابن حجر عسقلانی، الاصابۃ فی تمیز صحابۃ ج ۴ ص ۶۱

۵ علامہ علاؤ الدین علی الہندی، کنز العمال، مؤسسۃ الرسالۃ بیروت ج ۲ ص ۳۱۱

۶ علامہ ابن اثیر۔ اسد الغابۃ فی معرفۃ الصحابۃ (اردو ترجمہ)
مکتبہ نبویہ ج ۲ ص ۱۴۲

۷ علامہ مناظر احسن گیلانی، حضرت ابوذر غفاری، نفیس اکیڈمی کراچی ص ۱۶

۸ ایضاً ص ۱۶

۹ عبدالرحمٰن رافت الباشا، حیاتِ صحابہ کے درخشاں پہلو،
نعمانی کتب خانہ لاہور، حصہ اوّل ص ۱۴۶

۱۰ علامہ مناظر احسن گیلانی، حضرت ابوذر غفاری ص ۱۷

۱۱ امام شمس الدین ذہبی، سیر اعلام النبلاء، مؤسسۃ الرسالۃ بیروت ۱۹۸۵ء ج ۲ ص ۵۵

۱۲ امام ابی الفرج ابن جوزی، صفۃ الصفوۃ، دار الفکر بیروت ج ۱ ص ۵۸۵

۱۳ علامہ محمد بن سعد، طبقات ابن سعد، نفیس اکیڈمی کراچی جلد ۴ ص ۳۵۶

۱۴ غلام رسول رضوی صاحب، تفہیم البخاری (اردو ترجمہ) جامعہ رضویہ فیصل آباد
جلد ۵ ص ۸۵۵۔

۱۵ ابن کثیر، تاریخ ابن کثیر (اردو ترجمہ) نفیس اکیڈمی کراچی ج ۳ ص ۷۵

۱۶ ابونعیم۔ حلیۃ الاولیاء۔ ج ۱ ص ۱۵۸۔ دار الفکر بیروت۔

۱۷ علامہ مناظر احسن گیلانی، حضرت ابوذر غفاری، ص ۶۳

۱۸ علامہ محمد بن سعد، طبقات ابن سعد، ج ۴ ص ۳۵۲

۱۹ و ۲۱ علامہ مناظر احسن گیلانی، حضرت ابوذر غفاری ص ۲۳
۲۰ امام احمد بن حنبل، مسند امام احمد بن حنبل، دار صادر بیروت ج ۵ ص ۱۷۷
۲۲ علامہ محمد بن سعد، طبقات ابن سعد، ج ۴ ص ۳۵۷
۲۳ امام شمس الدین ذہبی، سیر اعلام النبلاء، ج ۲ ص ۵۹
۲۴ امام احمد بن حنبل، مسند امام احمد بن حنبل ج ۵ ص ۱۶۴
۲۵ امام قسطلانی، مواہب اللدنیہ (اردو ترجمہ) محمد علی کارخانہ کتب کراچی ج ۲ ص ۳۱۹
۲۶ علامہ ابن اثیر، اسد الغابۃ فی معرفۃ الصحابۃ (اردو ترجمہ) ج ۱۱ ص ۹۷
۲۷ امام محمد ذہبی، تذکرۃ الحفاظ (اردو ترجمہ) ج ۱ ص ۳۹
۲۸ امام شمس الدین ذہبی، سیر اعلام النبلاء ج ۲ ص ۴۶
۲۹ دائرہ معارف اسلامیہ ج ۱ ص ۸۰۶
۳۰ علامہ محمد بن سعد، طبقات ابن سعد، ج ۴ ص ۳۶
۳۱ امام احمد بن حنبل، مسند امام احمد بن حنبل ج ۵ ص ۱۶۴
۳۲ ڈاکٹر طٰہٰ حسین، الفتنۃ الکبریٰ (اردو ترجمہ) ادارہ طلوع اسلام لاہور ص ۲۸۷
۳۳ حافظ ابن قیم، زاد المعاد (اردو ترجمہ) نفیس اکیڈمی کراچی ج ۳ ص ۳۰
۳۴ علامہ ابن اثیر، اسد الغابۃ (اردو ترجمہ) ج ۲ ص ۱۴۳
۳۵ علامہ مناظر احسن گیلانی، حضرت ابوذر غفاری ص ۱۶
۳۶ علامہ ابی جعفر الطبری، تاریخ طبری (اردو ترجمہ) نفیس اکیڈمی کراچی ج ۳ ص ۳۴۱
۳۷ ڈاکٹر طٰہٰ حسین، الفتنۃ الکبریٰ، ص ۳۵۵، ص ۳۵۷
۳۸ امام ابوالحسن المسعودی، تاریخ مسعودی (اردو ترجمہ) نفیس اکیڈمی کراچی ج ۲ ص ۲۷۹
۳۹ علامہ طبری، تاریخ طبری، ج ۳ ص ۳۴۴
۴۰ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو اللہ تبارک و تعالیٰ نے جن بلند و برتر اور افضل و اعلیٰ صفات سے متصف فرمایا تھا اُن میں ایک صفت المصور (یعنی صورت دینے والا) بھی ہے

حضرت علامہ اسماعیل نبہانی صاحب فرماتے ہیں:
سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس وصف سے بھی موصوف ہیں۔ اس کی دلیل ایک بدوی کے لئے سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد فرمادینا کہ "کن زیدًا" تو زید ہو جا تو وہ زید ہی نکلا۔ اسی کی تفسیر غزوہ تبوک میں حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کا قصہ بھی ہے کہ جب سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دُور سے آتے ہوئے ایک سوار کو ملاحظہ فرمایا تو اس کے لئے "کن اباذر" (تو ابوذر ہو جا) فرمایا۔ چنانچہ وہ سوار ابوذر ہی نکلے۔

امام یوسف نبہانی "جواہر البحار فی فضائل النبی المختار"
(اردو ترجمہ) مکتبہ حامدیہ لاہور ۱۹۷۸ء ص ۳۵۲، ۳۵۳

۴۱ ابن ہشام، سیرۃ النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (اردو ترجمہ) شیخ غلام علی لاہور ج ۲ ص ۶۲۹
۴۲ امام ابوالقاسم قشیری، رسالہ قشیریہ (اردو ترجمہ) ادارہ تحقیقات اسلامی اسلام آباد ص ۱۶، ۳۹
۴۳ علامہ محمد بن سعد، طبقات ابن سعد (اردو ترجمہ) ج ۴ ص ۳۶
۴۴ امام شمس الدین ذہبی، سیر اعلام النبلاء، ج ۲ ص ۴۰
۴۵ علامہ ابن حجر عسقلانی، تہذیب التہذیب حیدر آباد دکن، ج ۱۲ ص ۹۱
۴۶ امام شمس الدین ذہبی، سیر اعلام النبلاء، ج ۲، ص ۵۷
۴۷ مناظر احسن گیلانی، حضرت ابی ذر غفاری ص ۲۲
۴۸ ابونعیم، حلیۃ الاولیاء، ج ۱ ص ۱۶۱

تفسیر القرآن الحسنیّۃ

(مدیر اعلیٰ)

فِي قُلُوبِهِم مَّرَضٌ فَزَادَهُمُ اللَّهُ مَرَضًا ۖ وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ بِمَا كَانُوا يَكْذِبُونَ ⑩

ان (منافقین) کے دلوں میں بیماری ہے۔ پس اللہ تعالیٰ نے ان کی بیماری کو بڑھادیا اور ان کے لئے دُکھ دینے والا عذاب ہے۔ اس وجہ سے کہ یہ جھوٹ بولا کرتے تھے۔

حلِّ لغت قُلُوبٌ: یہ جمع ہے قلب کی۔ قَلَبَ۔ يَقْلِبُ۔ قَلْبًا وَقَلَّبَ، الٹایا، پھیر دیا، موڑ دیا، ہٹایا، اِنْقِلَابٌ اسی سے ہے۔ اُلٹنا، واپس ہونا، بدلنا قَلْبُ الْاِنْسَانِ۔ انسان کا دِل۔ اس کے مسلسل دھڑکنے، پھڑکنے اور غیر ساکن رہنے کی بدولت قلب کہا جاتا ہے[1]۔ مَرَضٌ: بیماری، روگ۔ مرض کے معنی ہیں انسان کے مزاجِ خصوصی کا اعتدال اور توازن سے نکل جانا اور یہ دو قسم کا ہے۔ ایک بدنی و جسمانی بیماری اور مرض کی دوسری قسم کا تعلق اخلاقِ رذیلہ سے ہے جس سے بُخل، حسد، بُغض، نفاق، شک، عناد مُراد ہیں۔ زَادَ: زیادہ کیا، بڑھایا، واحد مذکر غائب ماضی کا صیغہ ہے۔ اَلِيْمٌ: دُکھ دینے والا، دردناک۔ اَلِمَ يَاْلَمُ اَلَمًا۔ سخت دردمند ہونا۔ اَلِيْمٌ دراصل مُؤْلِمٌ کے معنی میں عذاب کی صفت ہے۔ جو کہ بطریقِ مبالغہ کے آئی ہے[2]۔ يَكْذِبُوْنَ، جھوٹ بولا کرتے، كَذَبَ، يَكْذِبُ كِذْبًا۔ جھوٹ بولنا۔

تفسیر اللہ تبارک و تعالیٰ نے اس آیۂ کریمہ میں منافقین کی تیسری صفتِ خبیثہ یہ بیان فرمائی کہ ان منافقین کے دلوں میں نفاق، حسد، بُغض، ریا، کبر، بخل جھوٹ اور عداوت کے جذبات نشو و نما پا رہے ہیں مسلمانوں کی عزّت و عظمت اور شان و شوکت کو دیکھ کر ان کے یہ اخلاقِ رذیلہ مزید تقویت پکڑتے ہیں اور اُن کی قساوتِ قلبی میں اضافہ ہوتا جاتا ہے۔ جس کی بدولت عقائدِ صحیحہ

---

[1] امام راغب، مفرداتِ امام راغب اردو ترجمہ میر محمد یونیورسٹی بک ایجنسی پشاور ۱۹۶۳ء ص ۳۵۴

[2] قاضی ثناء اللہ پانی پتی، تفسیر مظہری ج ۱ ص

اعمالِ حسنہ اور اخلاقِ حمیدہ سے محرومی اُن کا مقدّر بنتی جارہی ہے اور جس طرح بدنی بیماری کی صورت میں جسمانی ضعف اور اضمحلال پیدا ہوجاتا ہے اور وقت گذرنے کے ساتھ ساتھ انسان زندگی کے فوائد سے متمتع ہونے سے محروم ہوتا چلا جاتا ہے اور آخر کار کمزور و نڈھال ہو کر موت کے مُنہ میں چلا جاتا ہے تو اسی طرح یہ منافقین بھی اپنی اخلاقی اور رُوحانی بیماری کی بدولت حق سے دُور ہو کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم اور صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے کٹ کر محرومیوں اور ناکامیوں کا شکار ہو کر نجاتِ اُخروی کی بجائے عذابِ الٰہی کی طرف بڑھتے چلے جارہے ہیں۔ اور ایسے شقی القلب لوگوں کے لئے آخرت میں دردناک عذاب ہے۔ کیونکہ وہ جھُوٹ بول کر عامۂ انسانیت کو دھوکہ دینے کی کوشش کرتے تھے اس سے یہ بات بھی ثابت ہُوئی کہ جھُوٹ بولنا بہت بڑا گناہ ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس کی سزا بھی بڑی سخت ہے۔ امام شوکانی ۔ یکذِبُون کی تفسیر میں لکھتے ہیں۔ "یبدلون ویحرفون"[۳] یعنی وُہ منافق احکامِ الٰہی میں اپنی طرف سے ردوبدل اور تحریف کرتے تھے۔ چنانچہ اِسی وجہ سے اُنھیں دردناک عذاب کی تنبیہہ کی گئی۔

وَاِذَا قِيْلَ لَهُمْ لَا تُفْسِدُوْا فِي الْاَرْضِ ۙ قَالُوْٓا اِنَّمَا نَحْنُ مُصْلِحُوْنَ ﴿۱۱﴾ اَلَآ اِنَّهُمْ هُمُ الْمُفْسِدُوْنَ وَلٰكِنْ لَّا يَشْعُرُوْنَ ﴿۱۲﴾

اور جب کہا گیا اُن سے کہ فساد نہ کرو زمین میں تو کہتے ہیں سوائے اس کے نہیں کہ ہم تو اصلاح کرنے والے ہیں۔ آگاہ رہو یقیناً وہی فساد پھیلانے والے ہیں لیکن اُنھیں (اس کی) سمجھ نہیں۔

حل لغت

تُفْسِدُوْا ۔ تم فساد کرتے ہو، جمع مذکر مخاطب کا صیغہ ہے۔
فَسَدَ ، یَفْسُدُ وَفَسُدَ فَسَادًا وَفُسُوْدًا ۔ خراب کرنا،

۳؎ امام شوکانی ، تفسیر فتح القدیر ج ۱ ص ۳

اعتدال سے نکلنا، بگاڑ پیدا کرنا، شرارت کرنا۔ مُصْلِحُوْنَ : اصلاح کرنے والے۔ یہ فساد کی ضد ہے۔ صَلُحَ، یَصْلُحُ وَصَلَحَ۔ یَصْلَحُ، صَلَاحًا وَصَلُوْحًا۔ ٹھیک ہونا، راستباز ہونا، خرابی کو دُور کرنا، نفرت کو ختم کرنا، سنوارنا۔

اَلَآ : یہ حرف تنبیہ ہے، خبردار، ہوشیار۔ یَشْعُرُوْنَ :۔ یہ مَشْعَر سے مشتق ہے۔ جس کے معنی ہیں سمجھنے کی حس یا طاقت، تمیز، پہچان۔ اکثر مقامات میں جہاں لَا یَشْعُرُوْنَ آیا ہے۔ اِس کی بجائے اگر لَا یَعْقِلُوْنَ ہوتا۔ تو یہ جائز نہ ہوتا کیوں کہ بہت سی چیزیں محسوس نہیں ہُوا کرتیں لیکن عقل سے وہ سمجھی جا سکتی ہیں [1]

تفسیر اس مقام پر اللہ جل جلالہٗ نے منافقین کی چوتھی صفتِ خبیثہ یہ بیان فرمائی کہ وُہ ظاہری طور پر اصلاح کا لبادہ اوڑھ کر مسلمانوں کے پاس آتے ہیں۔ لیکن درُونِ خانہ یعنی باطنی طور پر اُن کا مقصد مسلمانوں کے اندر عقائد، اعمال، اخلاق اور معاملات کو بگاڑنا نیز اُن کے اتفاق و اتحاد کو پارہ پارہ کرنا مقصود ہوتا ہے جب اُن کی اِس شرارت اور فساد پر گرفت کی جاتی ہے۔ تو وہ بجائے سُدھرنے کے اکڑ جاتے ہیں اور مختلف حیلوں، بہانوں اور تاویلوں سے اپنے فساد کو اصلاح ثابت کرنے کی ناکام کوشش شروع کر دیتے ہیں۔ اللہ تبارک و تعالیٰ اُمتِ محمدیہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو ان منافقین کی سازشوں اور فریب کاریوں سے آگاہ فرماتے ہوئے اِن کی چالوں سے بچنے اور ہوشیار رہنے کی تلقین فرما رہا ہے اور ان کی نشاندہی کر رہا ہے۔ تاکہ مسلمان ان کے دامِ فریب سے بچ جائیں۔

مفسرِ قرآن حضرت علامہ پیر محمد کرم شاہ صاحب الازہری فرماتے ہیں:۔

"اب آپ اپنے گرد و پیش پر نگاہ ڈالیئے، جتنے نئے فرقے، نئے مذہب جنم لے رہے ہیں اُن کے بانی بھی دین کی اصلاح اور قوم کی فلاح کا دعویٰ کرتے ہیں، لیکن ان کی فتنہ پردازیاں آئے دن جو گل کھلا رہی ہیں ان کے

[1] امام راغب اصفہانی، مفرداتُ القرآن اردو ترجمہ میر محمد یونیورسٹی بک ایجنسی ۱۹۶۴ء صفحہ ۲۱۹

باعث قوم کا ذہنی اتحاد بھی پاش پاش ہوتا جا رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ اِن نادان دوستوں یا دانا دشمنوں کے مکر و فریب سے اُمت کو بچائے اور ہمیں توفیق بخشے کہ ہم ان کو پہچان سکیں۔ آمین ثم آمین۔

کافروں اور منافقوں کے ساتھ اتحاد اور دوستی کرنا بھی از روئے قرآن مجید زمین پر فساد کرنے کا باعث ہے۔ لہٰذا اس سے بھی مسلمانوں کو بچنا چاہیے۔

حضرت علامہ حافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:۔

"فان من الفساد فی الارض اتخاذ المؤمنین الکٰفرین اولیاء، کما قال اللہ تعالیٰ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا بَعْضُهُمْ اَوْلِيَآءُ بَعْضٍ ۭ اِلَّا تَفْعَلُوْهُ تَكُنْ فِتْنَةٌ فِي الْاَرْضِ وَفَسَادٌ كَبِيْرٌ ۭ فقطع اللہ الموالاۃ بین المؤمنین والکافرین، کما قال اللہ تعالیٰ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوا الْكٰفِرِيْنَ اَوْلِيَاۗءَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِيْنَ ۭ اَتُرِيْدُوْنَ اَنْ تَجْعَلُوْا لِلّٰهِ عَلَيْكُمْ سُلْطٰنًا مُّبِيْنًا ۝ ثم قال اِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ فِي الدَّرْكِ الْاَسْفَلِ مِنَ النَّارِ ۚ وَلَنْ تَجِدَ لَهُمْ نَصِيْرًا ۝"

(قرآن کریم نے کفار سے موالات اور دوستی رکھنے کو بھی زمین میں فساد ہونے سے تعبیر کیا ہے۔ یعنی کفار آپس میں ایک دوسرے کے دوست ہیں، اگر تم نے ایسا کیا یعنی ان سے دوستی کی تو زمین میں بھاری فتنہ اور فساد پھیل جائے گا۔ اس آیت نے کفار کے ساتھ مسلمانوں کے دوستانہ تعلقات منقطع کر دیئے۔ دوسری جگہ فرمایا۔ اے ایمان والو! مومنوں کو چھوڑ کر کافروں کو دوست بناؤ کیا تم چاہتے ہو کہ خداوند تعالیٰ کے لئے اپنے اوپر صریح حجت قائم کرو یعنی تمہاری نجات کی دلیل ختم ہو جائے اور تم جہنم کے مستحق ہو جاؤ

ے محمد کرم شاہ، تفسیر ضیاء القرآن، ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور ج ۱ ص ۳۵

پھر فرمایا بے شک منافق دوزخ کے سب سے نچلے طبقے میں ہوں گے۔ اور تم ہرگز اُن کے لئے کوئی مددگار نہ پاؤ گے) لہٰذا ہر ایک مومن کامل کو منافقین کی ریشہ دوانیوں سے بچنے کی بھرپور کوشش کرنی چاہیئے۔ نیز اُن کے ساتھ دوستی، تعلقات ہرگز استوار نہیں کرنا چاہیئے۔ اُن کی مجالس اور اجتماعات میں شرکت سے پرہیز کرنا چاہیئے تاکہ وہ انسانیتِ کاملہ کے مقام پر فائز ہو جائیں۔ وَمَا تَوْفِیْقِیْ اِلَّا بِاللّٰہِ ط

بقیہ :- انوارِ علی

"اور عباد حضرت علی سے جو روایت کرتا ہے۔ یہ صریح ان پر جھوٹ ہے"۔ اور ابنِ کثیر نے بھی اس روایت کو ابن ماجہ سے بیان کرنے کے بعد لکھا ہے "یہ حدیث ہر حال میں منکر ہے۔ حضرت علی نے یہ بات نہیں کہی۔ البدایہ والنہایہ ج ا ص۲۶۔
نیز ابن جوزی نے کہا ہے کہ "ھٰذا حدیث موضوع۔ والمتھم بہ عباد بن عبد اللہ" یعنی حدیث موضوع ہے۔ اور اُس نے عباد بن عبد اللہ کو متہم قرار دیا ہے حیرانگی ہے کہ وہ لوگ جنہوں نے اسماء الرجال پر جرح و تعدیل اور تحقیق و تفتیش کی ہے۔ ان میں سے کسی نے بھی حدیثِ مذکورہ کو موضوع نہیں لکھا۔ بلکہ ضعیف یا مناکیر سے لکھا ہے۔ یہاں تک کہ علامہ جلال الدین سیوطی نے کہا الحدیث ضعیف لا موضوعٌ۔ یہ حدیث ضعیف ہے موضوع نہیں۔ لہٰذا ابن جوزی کا یہ کہنا کہ یہ موضوع حدیث ہے۔ غیر محل ہے۔ فافہم وتدبر۔ علامہ جوزی اور جلال الدین کا قول ماخوذ از تہذیب خصائص الامام علی۔ حقیقۃ وخرجہ ابو اسحاق الجوینی الاثری حجازی بن محمد بن شریف دار الکتب العلمیۃ، بیروت لبنان ص۲۱۔

حدیث ۶ انبأنا احمد بن سلیمان الرهاوی قال حدثنا عبید اللہ بن موسیٰ قال حدثنا العلاء بن صالح عن المنہال ابن عمرو عن عباد بن عبد اللہ قال قال علیؑ اَنَا عَبْدُ اللّٰہِ وَاَخُوْ رَسُوْلِ اللّٰہِ وَاَنَا الصِّدِّیْقُ الْاَکْبَرُ لَا یَقُوْلُ ذٰلِکَ بَعْدِیْ اِلَّا کَاذِبٌ صَلَّیْتُ قَبْلَ النَّاسِ سَبْعَ سِنِیْنَ۔

ترجمہ عباد بن عبد اللہ فرماتے ہیں کہ جناب علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے فرمایا میں اللہ تبارک وتعالیٰ کا بندہ ہوں، اور اللہ تعالیٰ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا بھائی ہوں، اور میں بڑا سچا ہوں۔ میرے بعد کوئی جھوٹا ہی یہ بات کہے گا۔ میں نے اور لوگوں سے سات برس پہلے نماز پڑھی ہے۔

حل لغت صِدِّیْق - تصدیق کرنے والا۔ جس میں سچائی غالب ہو۔ صِدْق - صفاتِ فاضلہ میں سے ایک ممتاز صفت ہے۔ بعض شارحین کا قول ہے کہ صدیق وہ ہے جو تمام امورِ دین کی تصدیق کرے اور کسی امر میں شک نہ کرے۔ جس کا قول و فعل مطابق ہو۔

تشریح حضرت اسد اللہ الغالب امیر المؤمنین ابو تراب علی بن ابی طالب کرم اللہ وجہہ الکریم کی ان چار باتوں یعنی اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنے میں، رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا بھائی ہونے میں، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سب سے پہلے تصدیق کرنے میں، اور سب سے پہلے نماز ادا کرنے میں کوئی دوسرا فرد شریک نہیں اور نہ ہی ان کے برابر اور ہم پلہ ہے۔

صاحب نفائس المنن فی ذکر فضائل سیدنا ابی الحسن ص ۲۶، ۲۷ پر نقل فرماتے ہیں۔

"محب طبری ریاض النضرہ میں بروایت حاکمی حضرت ابوذر غفاری سے روایت کرتے ہیں کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے فرمایا تم وہ شخص ہو کہ سب سے پہلے ایمان لائے ہو اور میری تصدیق کی۔" نفائس المنن ج ۱ ص ۱۵

امام احمد مناقب میں، حاکم مستدرک میں اور حافظ ابو زید عثمان ابن ابی شیبہ اور ابن عاصم سنن میں، اور حافظ ابو نعیم اور عقیلی عباد ابن عبد اللہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت علی

فرماتے تھے "میں خدا کا بندہ ہوں اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا بھائی ہوں، میں صدیق اکبر ہوں، میرے سوا کوئی یہ نہیں کہہ سکتا" ابن النجار ابن عباس سے اور ابی نعیم ابن ابی لیلیٰ سے روایت کرتے ہیں کہ "آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ "صدیق تین ہیں۔ حبیب نجار۔ حواریین میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر ایمان لانے والے خرقیل آلِ فرعون میں موسیٰ علیہ السلام پر ایمان لانے والے اور علی ابن ابی طالب ان سب سے افضل ہیں" صواعق محرقہ ص۲۳، صاحب لغات الحدیث علامہ وحید الزمان صاحب اپنی کتاب لغات الحدیث ج ۳۔ کتاب ص "ص ۳۱" مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی میں ایک حدیث کا ایک حصہ تحریر فرماتے ہیں" فَاطِمَۃُ صِدِّیْقَۃٌ" لَمْ یَکُنْ یُغَسِّلُھَا اِلَّا صِدِّیْقٌ" اور ترجمہ کرتے ہیں" حضرت فاطمہ صدیقہ ہیں۔ (حضرت مریم کی طرح ان کو اللہ تعالیٰ نے صدیقہ فرمایا ہے) ان کو غسل وہی دیں گے جو صدیق ہیں (یعنی حضرت علی انہوں نے ہی حضرت فاطمہ کو غسل دیکر راتوں رات ہی دفن کر دیا۔

حواشی حدیث ۶

۶-۱۔ احمد بن سلیمان بن عبد الملک ابو الحسین الرھاوی ثقۃ حافظ من الحادیۃ العشرۃ مات سنۃ احدیٰ وستین، تقریب ص۱۳۔ روی عن ابی داؤد الحضری وابی نعیم وزید بن الحباب ... ویزید بن ھارون وغیرھم وعنہ النسائی کثیراً، قال النسائی ثقۃ مامون صاحب حدیث قال ابن ابی حاتم کتب الیٰ ببعض حدیثہ وھو صدوق ثقۃ، وقال ابن حبان فی الثقات، و قال ابو عروبۃ مات بفحیۃ لہٗ الیٰ جانب الرھا سنۃ (۲۶۱) وکان شتافی الاخذ والاداء۔ تہذیب التھذیب ج ۱ ص۳۳، ۳۴۔

۶-۲۔ عبید اللہ بن موسیٰ، دیکھیے حدیث ۵ حاشیہ ۳

۶-۳۔ العلاء بن صالح، التیمی ویقال الاسدی الکوفی روی عن المنھال

بن عمرو وعدی بن ثابت وسلمة بن کھیل... وزرعة بن عبد الرحیم الکوفی وغیرھم' روی عنه ابو احمد الزبیری وعبد اللہ بن نمیر... وعبید اللہ بن موسیٰ وغیرھم، قال ابن معین وابوداود ثقة وقال ابن ابن معین ایضاً وابو حاتم لاباس به وقال ابن المدینی روی احادیث مناکیر وقال یعقوب بن شیبة مشھور، وذکرہ ابن حبان فی الثقات قلت وقال البخاری لایتابع ووثقه ، یعقوب بن سفیان وابن نمیر العجلی وقال ابن خزیمة شیخ، تھذیب التھذیب ج ۸ ص ۱۸۴،

۶- ۴- المنھال بن عمرو الاسدی روی عن انس ان کان محفوظاً....... وعباد بن عبد اللہ الاسدی وعائشة بنت طلحة وغیرھم وعنه محمد بن عبد الرحمٰن بن ابی لیلیٰ والاعمش... وحصین بن عبد الرحمٰن واٰخرون.... وقال ابن معین والنسائی ثقة وقال ابن المدینی عن یحیی بن سعید ابی شعبة المنھال بن عمرو فسمع صوتاً فترکه وقال العجلی کوفی ثقة وقال الدارقطنی صدوق وقال الجوزجانی سیئ المذھب وقد جرأحدیثه.... وذکرہ ابن حبان فی الثقات، تھذیب التھذیب ج ۱۰ ص ۳۱۹، ۳۲۰.

۶- ۵- عباد بن عبد اللہ الاسدی الکوفی روی عن علی وعنه عن المنھال بن عمرو قال البخاری فیه نظر وذکرہ ابن حبان فی الثقات' قلت' وقال ابن سعد له احادیث وقال علی بن المدینی ضعیف الحدیث' وقال ابن الجوزی ضرب ابن حنبل علی حدیثه علی انا الصدیق الاکبر وقال ھو منکر وقال ابن حزم ھو مجھولٌ. تھذیب التھذیب ج ۵ ص ۹۸ - الکامل فی ضعفاء الرجال ج ۴ ص ۱۳۴۹ - یاد داشت! منھاج السنة میں شیخ ابن تیمیہ نے اس حدیث کے متعلق لکھا ہے۔ (ج ۴/ ۱۹۹) - (باقی ص ۲۶ پر)

سیر السلوک الیٰ ملک الملوک

(مدیر اعلیٰ)

۴. اَلنَّفْسُ: اور ان اصطلاحات میں سے ایک اصطلاح نفس کی ہے۔ نفس کی دو قسمیں ہیں۔ ایک نفس شہوانی اور دوسرا نفسِ ناطقہ۔ پس پہلے نفس کی تعریف یہ ہے کہ وہ ایک لطیف (نازک) بخار (بھاپ) ہے جو کہ حیاۃ (زندگی)، حس اور حرکت پر محمول کرتا ہے اور حکماء (فلاسفر) اس کو روح حیوانی کہتے ہیں۔ اگر یہ جسم کے ظاہر اور باطن دونوں پر ظاہر ہو تو اُسے بیداری حاصل ہوتی ہے۔ اور اگر یہ صرف بدن کے باطن پر ظاہر ہو تو اس پر نیند طاری ہو جاتی ہے۔ اور اگر اس کا ظہور قطعی طور پر منقطع ہو جائے تو اس پر موت واقع ہو جاتی ہے۔

اور دُوسرا نفسِ ناطقہ ہے جو کہ ایک جوہر ہے۔ یہ جوہر اپنی ذات کے لحاظ سے تو مادے سے جُدا ہے لیکن اپنے افعال کی رُو سے یہ مادے کے بہت قریب ہے۔ اور اس نفس کو درج ذیل ناموں سے یاد کیا جاتا ہے۔

۱۔ نفسِ امّارہ
۲۔ نفس لوامہ
۳۔ نفسِ ملہمہ
۴۔ نفسِ مطمئنّہ
۵۔ نفسِ راضیّہ
۶۔ نفس مرضیّہ
۷۔ نفسِ کاملہ

ان کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

(۱) پس جب کبھی یہ نفس، نفسِ شہوانی کی طرف پھر جاتا ہے اور اس نفسِ شہوانی کی موافقت اختیار کر کے اس کے حکم کے تابع ہو جائے۔ تو اُسے نفسِ امارہ کہتے ہیں۔

(۲) اور اگر اللہ تعالیٰ کے حکم کے ساتھ قرار پکڑ کر متابعتِ الٰہی پر اعتماد حاصل

کرلے لیکن شہوات نفسانی کی طرف رجحان ابھی باقی ہو تو اسے نفس لوامہ کہتے ہیں۔
(۳) پس جب خواہشات کی رغبت زائل ہو کر نفس شہوانیہ کی مخالفت پر غلبہ حاصل ہو جائے اور عالم قدس کی طرف توجہ بڑھ جائے۔ نیز الہامات کا القاء شروع ہو جائے تو اُسے نفس ملہمہ کہتے ہیں۔ (۴) پھر جب اس کی اضطرابی حالت کو سکون نصیب ہو جائے اور نفس شہوانیہ کے حکم کا واقعی کوئی اثر باقی نہ رہے اور اس کی تمام آرزوئیں فنا (گم) ہو جائیں تو اُسے نفس مطمئنہ کہتے ہیں۔ (۵) جب اس درجے سے ترقی پاکر تمام مقامات کو اپنی نظروں سے گرا دیتا ہے اور اُس کے دل سے تمام تمنائیں جاتی رہتی ہیں تو اسے نفس راضیہ کہتے ہیں۔ (۶) اور جب اس کیفیت میں مزید اضافہ ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ اور مخلوق کے نزدیک یہ نفس مرضیہ بن جاتا ہے۔ (۷) اور اگر اس مقام پر پہنچنے کے بعد سالک کو بندوں کی طرف لوٹا کر اُن کی ہدایت اور تکمیل انسانیت پر مامور کر دیا جائے تو یہ نفس کاملہ کہلاتا ہے۔

پس خوب اچھی طرح جان لے کہ مقام اوّل تاریکی کا مقام ہے اور نفس ناطقہ اس مقام سے ایسے علاج اور ادویات کے ذریعے ترقی حاصل کرتا ہے جو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمائی ہیں۔ اور وہ یہ ہیں۔

روزہ رکھنا۔ کم سونا۔ کم بولنا۔ خلوت اختیار کرنا یعنی لوگوں سے الگ رہنا۔ ہمیشہ ذکر کرنا اور فکر تمام کرنا یعنی زبان سے ہر لمحہ اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتے رہنا اور دل میں ہر لحظہ اللہ تعالیٰ کی یاد کا دھیان رکھنا۔ حرام کو ترک کرنا۔ اور اس طرح کے عمل کرنا وغیرہ وغیرہ اگر اللہ تعالیٰ نے چاہا تو ہم آنے والے ابواب میں شریعت کے دائرہ سے ذرہ برابر انحراف کئے بغیر ان کے متعلق تفصیل سے بیان کریں گے۔ کیونکہ جو کوئی بھی شریعت کی دوا کو چھوڑ کر نفس کی روحانی بیماریوں کا علاج کرتا ہے۔ تو اُس کی بیماری ہرگز دُور نہیں ہوتی۔ بلکہ اس طرح ایک بیماری بڑھ کر دوسری بیماری پیدا کرتی چلی جاتی ہے۔ بے شک اللہ تعالیٰ بخشنے والا مہربان ہے۔

(جاری ہے)

ذکر اور فکر کرنے والے حضرات

اَلَّذِيْنَ يَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ
قِيَامًا وَّقُعُوْدًا وَّعَلٰى جُنُوْبِهِمْ وَ
يَتَفَكَّرُوْنَ فِيْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ
رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ هٰذَا بَاطِلًا
سُبْحٰنَكَ فَقِنَا عَذَابَ النَّارِ ۔ رَبَّنَا
اِنَّكَ مَنْ تُدْخِلِ النَّارَ فَقَدْ
اَخْزَيْتَهٗ ط وَمَا لِلظّٰلِمِيْنَ
مِنْ اَنْصَارٍ ۔

(آل عمران ۳ : ۱۹۱، ۱۹۲)

وہ عقل مند جو اللہ کی یاد کرتے ہیں کھڑے ہوئے اور بیٹھے ہوئے اور پہلوؤں پر لیٹے ہوئے اور غور کرتے رہتے ہیں آسمانوں اور زمینوں کی پیدائش میں (اور تسلیم کرتے ہیں) اے ہمارے پروردگار نہیں پیدا فرمایا تو نے یہ (کارخانہ) بیکار۔ پاک ہے تو (ہر عیب سے) بچا لے ہمیں آگ کے عذاب سے اے ہمارے رب بے شک تو نے جسے داخل کر دیا آگ میں تو رسوا کر دیا تو نے اُسے اور نہیں ہے ظالموں کا کوئی مددگار۔

عبد العزیز

سلسن (SULSON) امین مینشن جی ٹی روڈ پشاور